ملازمت چھوڑنے سے تین ماہ پہلے نہ بتانے پر ایک ماہ کی تنخواہ ضبط کرنے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

زید ایک اسکول کا مالک ہے، وہ جب کسی نئے ٹیچر کو رکھتا ہے، تو اس کے ساتھ یہ معاہدہ کرتا ہے کہ ہم آپ کے پہلے ماہ کی تنخواہ سیکورٹی کے طور پر رکھیں گے، اگر آپ چھوڑنے سے تین ماہ قبل نہیں بتائیں گے تو آپ کی پہلے سے جمع شدہ ایک ماہ کی تنخواہ ہم رکھ لیں گے، زید کا ایسا کرنا کیسا؟

جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اسکول مالکان کا ٹیچر کے اسکول چھوڑنے کی صورت میں تین ماہ قبل نہ بتانے پر اس کی ایک ماہ کی تنخواہ کاٹ لینا، ظلم و ناجائز و گناہ ہے کہ یہ مالی جرمانے کی صورت ہے اور مالی جرمانہ منسوخ ہے، جس پر عمل حرام ہے۔

نیز معاہدے میں یہ شرائط رکھنا بھی ناجائز ہے جس سے معاہدہ ہی فاسد ہو جائے گا اور لازم ہو گا کہ اس معاہدے کو ختم کر کے ناجائز شرائط کو حذف کریں اور اسلامی اصول و ضوابط کے مطابق دوبارہ معاہدہ کریں۔

نیز حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ اجیر کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیدی جائے، جبکہ یہاں اسکول مالکان ٹیچر کی پہلے ماہ کی اجرت (تنخواہ) اپنے پاس روکے رکھتے ہیں جو کہ شرعی اصول و ضوابط کے خلاف ہے، لہٰذا مہینہ مکمل ہونے پر اجیر کو اس کی اجرت دیدی جائے۔

حدیث پاک میں فوراً اجرت ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ سنن ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح، مسند ابی یعلیٰ، شرح مشکل الآثار اور سنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے:

واللفظ للاول: ”عن عبد اللہ بن عمر، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أعطوا الأجير أجره، قبل أن يجف عرقه“

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اجیر کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 2443، جلد 2، صفحہ 817، دار احیاء الکتب العربیۃ)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں : ”یونہی ملازمت بلا اطلاع چھوڑ کر چلا جانا اس وقت تنخواہ قطع کرے گا نہ کہ تنخواہ واجب شدہ کو ساقط اور اس پر کسی تاوان کی شرط کرلینی مثلا نوکری چھوڑنا چاہے تو اتنے دنوں پہلے سے اطلاع دے، ورنہ اتنی تنخواہ ضبط ہوگی یہ سب باطل و خلاف شرع مطہر ہے، پھر اگر اس قسم کی شرطیں عقد اجارہ میں لگائی گئیں جیسا کہ بیان سوال سے ظاہر ہے کہ وقت ملازمت ان قواعد پر دستخط لے لئے جاتے ہیں، یا ایسے شرائط وہاں مشہور و معلوم ہو کر المعروف کالمشروط ہوں، جب تو وہ نوکری ہی ناجائز و گناہ ہے کہ شرط فاسد سے اجارہ فاسد ہوا، اور عقد فاسد حرام ہے اور دونوں عاقد بتلائے گناہ، اور ان میں ہر ایک پر اس کا فسخ واجب۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 19، صفحہ 506، 507، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اسلام میں مالی جرمانہ جائز نہیں، چنانچہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے :

”التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام، ثم نسخ“

ترجمہ : مالی جرمانہ اسلام کے ابتدائی دور میں تھا، پھر منسوخ ہوگیا۔ (بحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد 5، صفحہ 44، دار الکتاب الاسلامی)

فتاوی رضویہ میں ہے ”تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں۔ درمختار میں ہے :

”لا باخذ مال فی المذھب“

ترجمہ : مالی جرمانہ مذہب کی رو سے جائز نہیں ہے۔“ (فتاوی رضویہ، ج 5، ص 111، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مجیب : مولانا محمد فراز عطاری مدنی

فتوی نمبر : WAT-4386

تاریخ اجراء : 04 جمادی الاولی 1447ھ / 27 اکتوبر 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net